پاکستانی تاریخ کے بنیادی مآخذ: مسلم دورِ حکومت (۷۱۲ء۔۱۲۰۶ء)

عذرا وقار

سندھ میں اسلامی حکومت کا قیام محمد بن قاسم کے سندھ پر حملے سے ہوا۔ ہندوستان میں اسلام محمد بن قاسم کے حملے سے بہت پہلے داخل ہو چکا تھا اور اسلام کا سب سے پہلا مرکز جنوبی ہند میں مالابار کا علاقہ تھا جہاں یمن وحجاز کے تاجر بغرض تجارت آتے جاتے تھے اور یہاں اسلام بذریعہ تبلیغ داخل ہو چکا تھا۔ ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے سندھ کو ملتان تک فتح کیا اور اسلامی حکومت قائم کی۔ برصغیر میں اسلامی حکومت کی ابتداء سے لے کر دہلی میں سلطنت دور حکومت کی بنیاد پڑنے تک یعنی ۱۲۰۶ء تک کا زمانہ مسلمانوں کی حکومت کا ابتدائی دور ہے۔ سندھ سے بڑھ کر مسلم حکومت لاہور، ملتان اور پھر دہلی پہنچی اور محمود غزنوی اور پھر محمد غوری نے افغانستان کی طرف سے بڑھ کر یہاں اسلامی حکومت قائم کی جو بعد ازاں نیچے سندھ تک پہنچی۔

۷۱۲ء/۹۲ھ میں محمد بن قاسم نے سندھ کو ملتان تک فتح کیا۔ پھر تین صدیوں بعد غزنی سے ایک سامانی سردار الپتگین نے غزنی میں غزنوی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد الپتگین کے جانشین سلطان ناصر الدین سبکتگین (۳۶۷ھ۔۳۸۷ھ) نے پنجاب کے ہندو راجا کو خیبر کے پار دھکیل دیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے فرزند سلطان محمود غزنوی (۳۸۷ھ۔۴۲۱ھ) نے پال خاندان کے راجاؤں کو شکست دے کر پنجاب کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا اور غیر معمولی عسکری طاقت کی بدولت اپنے سترہ حملوں میں برعظیم ہندو پاک میں اسلامی سلطنت کے قیام کی راہ ہموار کر دی۔ غزنوی دور (۳۵۱ھ۔۵۸۲ھ) میں برعظیم پاکستان کے بعض اہم حصے جیسے سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ، پنجاب اور کشمیر وغیرہ غزنوی قلمرو میں شامل ہو کر نہ صرف سیاسی بلکہ علمی، ادبی اور ثقافتی اعتبار سے ہی ایران سے مرتبط ہو گئے تھے۔ اس کے بعد غوری عہد شروع ہوا۔ چنانچہ ایرانی ثقافت اور فارسی زبان نے اس علاقے پر اپنے اثرات مرتب کیے اور فارسی یہاں کی سرکاری زبان قرار پائی۔

جب مسلمان برصغیر پاک وہند میں داخل ہوئے تو سندھ کا اطلاق اس وقت جس علاقے پر ہوتا تھا وہ بہت بڑا تھا یعنی اسلامی حکومت سے پہلے راجہ داہر کی حکومت کے زمانے میں جس ملک کو سندھ کے نام سے موسوم کرتے تھے وہ سمت مغرب میں مکران تک، جنوب میں بحیرہ عرب اور گجرات تک، مشرق میں موجودہ مالوہ کے وسط اور راجپوتانہ تک اور شمال میں ملتان سے گذر کر جنوبی پنجاب کے اندر تک وسیع تھا اور عرب مورخین اس سارے علاقے کو سندھ کہتے تھے۔ عرب جغرافیہ دانوں اور سیاحوں نے موجودہ پاکستان کے علاقے کے بارے میں مختلف کتابوں میں معلومات

فراہم کی ہیں۔ اس کے علاوہ مورخین نے یہاں کے سیاسی حالات اپنی کتب میں قلمبند کیے ہیں اور یہ کتابیں ہمارے لیے بنیادی ماخذ کا کام دیتی ہیں۔ ذیل میں مسلم دور حکومت کے پہلے دور یعنی ۷۱۲ء۔۱۲۰۶ء پر مستند اور اہم بنیادی ماخذوں کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ دور محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے لے کر محمد غوری کے دور تک پھیلا ہوا ہے۔ ان میں سے کچھ ماخذ عربی زبان میں اور کچھ فارسی میں تحریر کیے گئے ہیں۔ ان میں سے اکثر کتابوں کے اردو تراجم کروا کر پاکستان میں مختلف اداروں نے شائع کیے ہیں۔ یہ تمام معلومات ہر ماخذ کے ساتھ دے دی گئی ہیں۔ امید ہے ان معلومات سے محققین کو ان ماخذوں تک پہنچنے میں مدد مل سکے گی۔

چچ نامہ:

(۱) اسے فتح نامہ سندھ یا تاریخ ہندوسندھ بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب چچ، حاکم سندھ کی شکست اور عربوں کی فتح کی داستان ہے۔ مگر اس کے نام چچ نامہ کا ذکر اس کتاب میں نہیں ملتا بلکہ ابتدائیہ اور اختتامیہ میں یہ کتاب فتح نامہ کے نام سے مذکور ہے۔ اسے عربی میں لکھا گیا تھا اور ۶۱۳ھ میں ناصر الدین قباچہ کے عہد میں محمد علی بن حامد بن ابو بکر کوفی نے اس کا عربی سے فارسی ترجمہ کیا جس نے اسے بھکر میں عرب فاتحین کی اولاد میں سے مولانا قاضی اسمٰعیل بن علی بن محمد بن موسیٰ بن طائی بن موسیٰ بن محمد بن شیبان بن عثمان ثقفی سے حاصل کیا۔

یہ کتاب تاریخ قاسمی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اصل عربی کتاب اب ناپید ہے۔ فارسی ترجمہ مترجم نے ناصر الدین قباچہ حاکم سندھ کے وزیر عین الملک کے نام معنون کیا ہے۔ یہ محمد بن قاسم کے حملہ سندھ (۹۲ھ) کے حالات پر واقعات پر مشتمل ہے اور سندھ کی علاقائی تاریخ اور تاریخ سندھ کا ایک قدیم ترین اور مستند ترین ماخذ ہے۔ اس کا اسلوب نگارش تاریخ نگاری کی مقتضیات کے مطابق سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ کتاب میں عربوں کی فتح سندھ کا مفصل بیان ہے اور اس کا اصل عربی متن ان واقعات کے فوراً بعد کا لکھا ہوا لگتا ہے۔ مسلمانوں کی سندھ کی فتح سے برصغیر میں ان کی حکومت کا آغاز نہیں ہوا تھا بلکہ عرب فاتحین تو یہاں اسلامی حکومت کے پیش رو تھے۔ سندھ میں عربوں کے جانے کے بعد دوبارہ مقامی حکومتیں قائم ہوگئی تھیں اور محمود غزنوی کی فتوحات کے باوجود خود مختار حکومتیں قائم رہیں یہاں تک کہ اکبر نے اسے ۱۵۹۲ء میں اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔

چچ نامہ کا اردو ترجمہ اختر رضوی نے کیا اور اسے سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد نے شائع کیا۔ اس کا فارسی متن جس کی تدوین ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے کی، اسے ادارۂ تحقیق برائے تاریخ وثقافت اسلام آباد نے ان کے انگریزی تعارف کے ساتھ شائع کیا ہے۔

تاریخ بیہقی:

مصنف ابوالحسن علی بن زید بیہقی ۴۰۲ھ/۱۰۱۱ء میں ۱۶ برس کا تھا اور ستر برس کی عمر میں ۱۰۷۷ء میں وفات پا گیا۔ یہ تاریخ فارسی میں لکھی گئی جس میں ۴۵۱ھ/۱۰۷۷ء تک کے واقعات موجود ہیں۔ اسے تاریخ سبکتگین، تاریخ بیہقی، مجلدات بیہقی، تاریخ ناصری اور تاریخ مسعودی بھی کہا گیا ہے۔ یہ تیرہ جلدوں پر مشتمل تھی مگر اس کا کافی حصہ ضائع ہوگیا اور اب صرف ایک ہی حصہ دستیاب ہے۔ موجودہ حصہ سلطان مسعود بن محمود غزنوی کے عہد سلطنت کے حالات پر مشتمل ہے۔ یہ تاریخ نہ صرف فن تاریخ نویسی کے اعتبار سے بلکہ فارسی تاریخ نویسی کے بہترین نمونوں میں شمار ہوتی ہے۔ بیہقی نے اس میں سیاسی حوادث کو بڑی صراحت وصداقت اور بالکل غیر جانبداری کے ساتھ اور بڑے لطیف ودلنشیں پیرائے اور تاریخ نویسی کی شرائط ولوازم سے متناسب اسلوب میں بیان کیا ہے۔ اس کا ایران میں چھپا ہوا ایک فارسی نسخہ پیر حسام الدین راشدی کے ذخیرہ کتب بمقام قائداعظم یونیورسٹی اور ایک کاپی قومی ادارہ تحقیق برائے تاریخ وثقافت میں موجود ہے۔

تاریخ الہند:

یہ ابوریحان البیرونی الخوارزمی کی تصنیف ہے۔ ابوریحان البیرونی ۳۶۰ھ/۹۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک منجم، جیومیٹری دان، مورخ اور فلسفی تھے۔ وہ محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان آئے اور یہاں چالیس سال قیام کیا اور (۴۳۰ھ/۱۰۳۸ء) میں وفات پائی۔ انہوں نے بے شمار کتابیں لکھیں اور کئی یونانی کتابوں کے ترجمے کیے۔ ان کی سب سے مشہور کتاب تاریخ ہند تھی جو عربی میں لکھی گئی اور گیارھویں صدی کے اوائل کے ہندوستان کے ادب وسائنس کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے۔ وہ کافی عرصہ پنجاب میں رہے اور سنسکرت سیکھی اور عربی کی کچھ کتابوں کے سنسکرت میں ترجمے کیے۔ اسی کے ساتھ ساتھ سنسکرت کی دو کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔ تاریخ ہند کا انگریزی ترجمہ ایڈورڈ سکاؤ نے دو جلدوں میں کیا اور فیروز سنز لاہور نے اس کو چھاپا ہے۔

تاریخ یمینی:

ابونصر محمد ابن محمد الجبار العتبی نے یہ کتاب عربی میں لکھی۔ اس کا فارسی ترجمہ ابواشرف ناصح جربادقانی نے (۶۰۲ھ) میں کیا جو سب سے پرانا ترجمہ ہے۔ یہ تاریخ جو کہ سلطان یمین الدولہ محمود غزنوی (۳۸۷ھ۔۴۲۱ھ) کے عہد سلطنت کے وقائع وحوادث پر مشتمل ہے، اس عہد کے اہم ترین منابع میں شمار ہوتی ہے۔ اس کا اسلوب تحریر ساتویں صدی ہجری کے اوائل کے پر تکلف اور مصنوع اسلوب کی ایک نمایاں مثال ہے۔ ابونصر عتبی محمود غزنوی کا سکریٹری

تھا۔ یہ کتاب ناصر الدین سبکتگین اور محمود غزنوی کے عہد ۴۱۰ھ (۱۰۲۰ء) تک پر محیط ہے۔ گمان غالب ہے کہ اگر چہ وہ محمود غزنوی کے لشکر اور حملوں کے بارے میں علم رکھتا تھا مگر وہ اس کے ساتھ ہندوستان نہیں آیا تھا کیونکہ اس کا علم یہاں کے بارے میں ناقص تھا۔ نہ تو اس نے لاہور اور دہلی کا ذکر کیا اور نہ ہی ایک رائے کے خطاب کے علاوہ کسی ہندی لفظ کا ذکر اس کی کتاب میں آیا۔ اس کے علاوہ مختلف تاریخوں کے بارے میں بھی اس کی معلومات درست نہیں۔ تاریخ یمینی کا عربی متن ۱۸۴۷ء میں دہلی سے اور فارسی ترجمہ ۱۸۵۶ء میں تہران سے چھپا تھا۔

طبقاتِ ناصری:

ابوعمر منہاج الدین عثمان بن سراج الدین جوز جانی المعروف منہاج سراج کے بزرگ جوز جان سے غزنی آئے اور منہاج سراج غور سے سندھ آئے جہاں سے وہ اُچ اور پھر ملتان گئے۔ جب ۶۲۴ھ/۱۲۲۷ء میں التمش نے ناصر الدین قباچہ پر چڑھائی کی اور دہلی سے ملتان آیا تو قباچہ کی شکست کے بعد منہاج سراج التمش کے ساتھ دہلی آ گئے۔ وہ دربار سے منسلک ہو کر تدریس و تصنیف میں مصروف ہو گئے اور وہاں سے انعام واکرام پاتے رہے۔ ان کی تصنیف طبقات ناصری ۲۳ طبقات پر مشتمل ہے۔ ہیت کے اعتبار سے یہ عمومی تاریخ ہے جو صدر اسلام سے شروع ہو کر ۶۵۸ھ/۱۲۵۹ء تک آتی ہے اور اسے مصنف نے ۶۵۸ھ میں ختم کر کے خاندان غلاماں کے سلطان ناصر الدین کے نام معنون کیا۔ اسلامی ہند کی تاریخ کے حوالے سے اس میں خاندان غزنوی (۳۵۱ھ۔۵۷۲ھ) خاندان غوری (۵۴۳ھ۔۶۱۲ھ) اور خاندان غلاماں (۶۰۲ھ۔۶۸۹ھ) سے متعلق حصے نہایت اہم ہیں۔ اس کا اسلوب نگارش بعض دوسری قریب العصر تواریخ مثلاً تاریخ یمینی، تاریخ راحت الصدور، کے برعکس سادہ و سلیس ہے اور بڑا پختہ اور استوار ہے اور اس اعتبار سے اس کا مصنف ابوالفضل محمد بیہقی مولف تاریخ بیہقی، ابوسعید عبدالحی مولف زین الاخبار یا تاریخ گردیزی کا پیروکار ہے۔ اسے غلام رسول مہر نے ترجمہ کیا اور مرکزی اردو بورڈ نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔

تاج المآثر:

یہ حسن نظامی نیشاپوری کی تصنیف ہے جو انہوں نے ۶۰۲ھ/۱۲۰۵ء میں لکھی۔ اس کتاب کا زیادہ تر حصہ قطب الدین ایبک کے عہد پر مشتمل ہے مگر اس میں اس کے پیشرو محمود غزنوی اور اس کے جانشین شمس الدین التمش کے عہد پر ہی ایک حصہ موجود ہے۔ اس کتاب میں تاریخی تفاصیل موجود نہیں ہیں اور غیر اہم چیزوں کے بارے میں بیانات موجود ہیں۔ حسن نظامی نیشاپور میں پیدا ہوئے پھر خراسان اور وہاں سے غزنی گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہاں علم کی قدر نہ تھی اس لیے دہلی پہنچے۔ یہ کتاب ۵۸۷ھ/۱۱۹۱ء کے واقعات سے شروع ہوتی ہے جب محمد غوری نے ہندوستان

پر حملہ کیا اور ۶۱۴ھ/۱۲۱۷ء پر ختم ہوتی ہے۔ یہ کتاب قطب الدین ایبک کی فرمائش پر لکھی گئی اور اسی کے نام معنون کی گئی اور برعظیم پاک و ہند میں اسلامی سلطنت کے آغاز کے متعلق ایک بنیادی ماخذ ہے۔ اس کی طرز نگارش حد درجہ مرصع و مسجع اور تاریخ نویسی کے تقاضوں کے منافی اور عام استعداد کے قارئین کے لیے ناقابل فہم ہے۔

فتوح البلدان:

یہ البلاذری کی تصنیف ہے جن کا پورا نام احمد بن یحییٰ ابن جابر تھا اور ابوجعفر اور ابوالحسن بھی کہلاتے تھے۔ وہ نویں صدی عیسوی کے وسط میں خلیفہ متوکل کے دربار سے منسلک تھے اور شہزادے کے استاد تھے۔ البلاذری ۸۴۲ھ/۱۴۳۶ء میں انتقال کر گئے۔ فتوح البلدان کا ایک مفصل نسخہ اور ایک خلاصہ دونوں ان سے منسوب ہیں۔ اس کتاب میں ۲۷ھ/۸۴۲ھ کے مسلم عہد کا بیان ہے۔ جس میں عربوں کی شام، ماوراالنہر، مصر، ایران، آرمینیا، میسوپوٹیمیا، افریقہ، سپین اور سندھ کی فتوحات کے حالات کا بیان ہے۔ البلاذری خود سندھ نہیں آئے مگر انہوں نے ابو حسن علی بن محمد المدائنی سے زبانی یہاں کے حالات سنے۔ اس کے علاوہ منصور بن حاتم، المدائنی اور ابن القلبی کی کتابوں سے بھی استفادہ کیا۔ اس کا ایک نسخہ ۱۸۳۲ء میں قاہرہ سے اور دوسرا ہالینڈ سے ۱۸۶۶ء میں چھپا۔

تاریخ ابن خلدون:

عبدالرحمٰن بن خلدون تیونس میں ۷۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۰۸ھ میں مصر میں وفات پائی۔ جامعہ ازہر میں کافی عرصہ تک فقہ مالکی پڑھاتے رہے۔ پھر مصر کے قاضی بھی رہے۔ ایک مؤرخ کی حیثیت سے انہوں نے نہ صرف تاریخی واقعات کا بیان کیا بلکہ ان کا تجزیہ بھی پیش کیا اور ان کے اندر پوشیدہ اصول وضوابط بھی بیان کیے نیز تاریخی واقعات سے ایک فلسفہ حیات بھی اخذ کیا۔ ان کے خیال میں معاشرہ ایک کل ہے اور مختلف ادوار اس کی اکائیاں ہیں۔ تاریخ ابن خلدون ایک مفصل تاریخ ہے۔ جسے احمد حسین عثمانی نے دس جلدوں میں ترجمہ کیا اور نفیس اکیڈمی کراچی نے ساٹھ اور ستر کی دہائیوں میں یہ جلدیں شائع کی ہیں۔ ان جلدوں میں سے چھٹی جلد غزنوی اور غوری سلاطین پر مشتمل ہے اور ان میں فتوحات پنجاب و ہند کا بھی ذکر ہے۔

تاریخ معصومی:

یہ تاریخ ۱۶۰۰ء میں لکھی گئی اور سندھ کی مفصل تاریخ ہے۔ محمد معصوم نامی یہ مورخ بھکر میں پیدا ہوئے۔ ان کا باپ کرمان کا رہنے والا تھا اور اکبر اور جہانگیر کے دربار سے منسلک تھا۔ محمد معصوم ایک شاعر، مورخ اور خطاط تھے۔ انہوں نے یہ تاریخ اپنے بیٹے میر بزرگ کی تعلیم و تربیت کی غرض سے لکھی اور چچ نامہ کو ماخذ کے طور پر استعمال کیا۔ اس کا اردو ترجمہ اختر رضوی نے کیا ہے اور سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد نے اسے شائع کیا ہے۔

تاریخ طاہری:

سید طاہر محمد نسیانی نے یہ کتاب ۱۰۳۰ھ/۱۶۲۱ء میں فارسی میں لکھی۔ جس میں ۷۰۰ھ۔۸۴۳ھ/۱۳۰۰ء۔ ۱۴۳۰ء تک کے حالات درج ہیں۔ مصنف ٹھٹھہ کے سید حسن کے بیٹے تھے۔ انہوں نے یہ کتاب محمد بیگ عادل خان گورنر قندھار کے کہنے پر لکھی اور اسی کے نام معنون ہے۔ انہوں نے لکھا کہ جب ۱۰۱۵ھ (۱۶۰۶ء) میں ایرانیوں نے قندھار کا محاصرہ کیا تو وہ بغرض تعلیم ٹھٹھہ گئے تو اس وقت وہ پچیس برس کے تھے اور مولانا اسحٰق کے شاگرد تھے۔ وہیں انہوں نے یہ کتاب لکھی۔ اس کا فارسی نسخہ جسے ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے انگریزی تعارف کے ساتھ مرتب کیا ہے اور سندھی ادبی بورڈ نے حیدرآباد نے شائع کیا ہے۔

تحفۃ الکرام:

یہ کتاب شیر علی قانع تتوی نے ۱۱۸۱ھ/۱۷۶۷ء میں تین جلدوں میں لکھی۔ پہلی جلد اسلام سے قبل کے عہد اور دوسری اسلام کے بعد کی تاریخ ہے۔ تیسری جلد بنوامیہ کے دور سے شروع ہوتی ہے۔ پہلی دو جلدوں میں تاریخ اور جلد سوم میں سندھ کی فتح، سومروں وسموں ارغون وترکھان اور کلوہڑا سلطنت تک جاتی ہے۔ اس کے دوسرے حصے میں سندھ کے صوفیاء، سیدوں، شیوخ ان کے مریدوں اور یہاں کے شاعروں کا بیان ہے۔ اس کے فارسی نسخے کو جسے سید حسام الدین راشدی نے مرتب کیا ہے اور سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد نے چھاپا ہے اور اس کے اردو نسخے کا ترجمہ اختر رضوی نے کیا ہے اسے بھی سندھی ادبی بورڈ نے چھاپا ہے۔